

بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود ہیں، کہ ہم
 اُلٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر روانہ ہووا
 سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا
 رُو برو کوئی بت آئنے سیما نہ ہووا
 کم نہیں، نازشِ ہم نامی چشمِ خوباں
 تیرا ہمارا، بُرا کیا ہے، گر اچھا نہ ہووا
 سینے کا داغ ہے وہ نالہ، کہ لب تک گیا
 خاک کا ذرق ہے وہ قطرہ جو دریا نہ ہووا
 نام کا میرے ہے وہ دُکھ، کہ کسی کو نہ ملا
 کام میں میرے ہے وہ فتنہ کہ برپا نہ ہووا
 ہر نِ مَوسے دم ذکر نہ ٹپکے خوں ناب
 حمزہ کا قصہ ہووا، عشق کا چہ چاہ نہ ہووا
 قطرے میں، دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل
 کھیل لڑکوں کا ہووا، دیدہ بینا نہ ہووا
 تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
 مکھن سمجھ گئے تھے، تیرا شاہ نہ ہووا

عتاب اور ستم کے لائق ہم جیسا
 اور کوئی نہیں تو ہمارا یہ کہنا کیونکر
 غلط قرار دیا جاسکتا ہے کہ ہمارا
 ہمسر کوئی پیدا ہی نہیں ہوا؟
 شعر کی یہ تشریح عشقِ مجازی
 کے مطابق ہے، حقیقت کے
 نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو اس
 میں انسان کو اشرف المخلوقات ثابت
 کیا گیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ پوری
 کائنات میں صرف ہم یعنی انسان
 ہیں، جن سے اعمال کی پوچھ گچھ
 ہوگی اور گنہگار عذاب کے سزاوار
 ہوں گے۔ پھر ہمارے اس دعوے
 کو کون غلط ثابت کر سکتا ہے کہ ہم
 خدا کی مخلوق میں سب سے افضل
 ہیں اور ہم جیسا دوسرا کوئی نہیں؟
۲۔ لغات۔ بندگی:
 عبودیت۔ فرمانبرداری۔ عبادت
 خود ہیں: صرف اپنے آپ
 پر نظر رکھنے والا۔ اس کے معنی
 مغرور و خود پسند بھی ہیں، لیکن
 یہاں مراد ہے۔ خوددار۔ اپنی عزت
 کا پاس کرنے والا، اس وقت قائم